تم پر نازل کروں گا''۔(۱)

اور یہ مقدس، پطرس رسول کے مطابق روح القدسؑ ہے نہ کہ نوید مسیحاؑ۔ چنانچہ مقدس پطرس رسول ''روح القدس'' کے نزول کے وقت اور واقعے کو یوں نقل کرتے ہیں: ''جب عید پنتیکست (Pentecost) کا دن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے کہ یکا یک آسمان سے آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا اور انہیں آگ کے شعلے کی سی پھٹی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور ان میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں اور وہ روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی''۔(۲)

اس کے بعد جب لوگوں نے حواریوں کی حالت کے بارے میں تعجب کیا تو پطرس نے ان سے بہت سی باتیں کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی: ''پس خدا کے داہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر اور باپ سے وہ روح القدس حاصل کر کے جس کا وعدہ کیا گیا تھا اس نے یہ نازل کیا جسے تم دیکھتے اور سنتے ہو''(۳)

پطرس رسول کے ان الفاظ سے یہ حقیقت صاف ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے اس واقعہ کو حضرت مسیح کے اسی ''وعدہ'' کا مصداق قرار دیا ہے، جو ہم لوقا کے حوالے سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ پطرس رسول نے روح القدس کے نزول کو (یوحنا ۱۶: ۷-۱۵) والی نوید مسیحا' کا مصداق قرار نہیں دیا۔ بلکہ (لوقا ۲۵: ۴۹) والے وعدہ پر منطبق کیا ہے اور اس میں ''نازل ہونے'' کا ذکر ہے، جبکہ نوید مسیحا کے بارے میں ''بھیجنے'' اور ''آنے'' کا ذکر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بشارت مسیح کا مصداق روح القدس نہیں ہے۔ بلکہ یقیناً وہ نوید مسیحا نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔

اسی طرح پطرس نے پنتیکست (Pentecost) کے واقعہ کو یوئیل نبی کی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ رسولوں کے اعمال میں ہے'' بلکہ یہ وہ بات ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنے روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور بیٹیاں نبوت کرینگی اور تمہارے جوان رویا کریں گے اور تمہارے بڈھے خواب دیکھیں گے۔ بلکہ میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی ان دنوں میں اپنی روح میں سے ڈالوں گا اور وہ نبوت کرینگی''۔ (٤)

---

(۱) رسولوں کے اعمال ۲: ۱-۴۔ (۲) اعمال ۲: ۳۳۔ (۳) اعمال ۲: ۱۶-۱۸۔ (٤) انجیل لوقا ۲۴: ۴۹۔

آداب معاشرت

حقوق والدین

حفصہ غلام محمد چھورتی

ہم میں سے کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ ہم پر اپنے والدین کے کس قدر حقوق ہیں۔لیکن افسوس کہ آج کل والدین کی فرمانبرداری کرنے والے کم ہی نظر آتے ہیں۔قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں ان کے حقوق ادا کرنا بہت ضروری ہے۔کیونکہ والدین وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے ہمیں بچپن سے کر بلوغت تک پہنچانے میں جو تکالیف برداشت کیں ان کا ہم اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿وقضیٰ ربک ألا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندک الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربيٰني صغيرا﴾ (بنی اسرائیل:۲۴۔۲۵)''اور تیرے رب نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کہو، نہ ہی جھڑکو۔بلکہ ان سے ادب،عزت اور نرم لہجے میں بات کرو اور ان کے لئے اطاعت کا بازو محبت سے جھکا دو اور دعا کرتے رہو اے پروردگار تو ان کی کمزوری میں ان پر ایسا ہی رحم فرما جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے شفقت سے پالا ہے،،۔

ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار بددعا فرمائی:''اس کی ناک خاک آلود ہو''(ذلیل وخوار ہو) پوچھا گیا: کس کی؟ فرمایا:''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا، پھر (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا۔''(بخاری کتاب البر ۱۶/۱۰۸)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ مربی حقیقی ہیں اور والدین مربی مجازی ہیں۔اولاد پر ماں باپ کا بڑا احسان ہے کہ بچپن سے جوانی تک پرورش کرتے اور تربیت دیتے ہیں اور اس سلسلے میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔اس لئے اولاد پر اللہ تعالیٰ نے والدین کی خدمت گزاری فرض کی ہے۔اگرچہ وہ کافر یا مشرک بھی ہوں تب بھی ان کی دنیاوی خدمت کی جائے،لیکن اگر وہ شرک اور کفر کے کاموں کا حکم دیں تو ان کی بات قابل قبول نہ ہوگی۔﴿وان جاهداک لتشرک بی ما ليس لک به علم فلا تطعهما﴾ (عنکبوت:۸) ﴿وان جاهداک لتشرک بی ما ليس لک به علم فلا تطعهما وصاحبهما فی الدنيا معروفا﴾(لقمان:۱۵)

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے